بنو نضیر کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی مذموم سازش اور غزوۂ بنو نضیر کے اسباب کا تفصیلی بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہود کے اس بد ارادے سے
بذریعہ وحی اطلاع دے دی اور آپؐ جلدی سے وہاں سے اٹھ آئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو حکم دیا کہ بنو نضیر کے یہود کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم ان کے شہر سے نکل جاؤ

سَلَّامُ بن مِشْکَمُ نے حُیِّی بنِ اَخْطَب سے کہا: بخدا! تُو بھی جانتا ہے اور تیرے ساتھ ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسولؐ ہیں۔ ان کے اوصاف ہمارے ہاں موجود ہیں۔ اگر ہم ان کی اتباع نہ کریں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان سے حسد کرتے ہیں کیونکہ نبوت بنو ہارون سے نکل چکی ہے۔ آؤ ہم ان کے عطا کردہ امن کو قبول کر لیں

سَلَّامُ بن مِشْکَمُ نے حُیِّی بنِ اَخْطَب سے کہا: عبد اللہ بن اُبَیّ کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ تجھے ہلاکت کے گڑھے میں پھینکنا چاہتا ہے یہاں تک کہ تُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرے۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے گا اور تجھے چھوڑ دے گا

حُیِّی نے اپنے بھائی جُدَیّ بن اخطب کو ایلچی بنا کر بھیجا کہ
جاؤ مسلمانوں کے قائد کو بتا دو کہ ہم یہاں سے نہیں جائیں گے جو کر سکتے ہو کر لو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
حَارَبَتِ الْيَهُودُ یعنی یہود نے اعلان جنگ کر دیا ہے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21؍ جون 2024ء بمطابق 21؍احسان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی بنونضیر جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا ان کی سازش تھی، اس کا ذکر ہو رہا تھا۔ گذشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ اس کی تفصیل بیان کروں گا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے منصوبے کو ناکام کیا جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا بنایا تھا۔

اس بارے میں لکھا ہے کہ

وحی کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سازش کا علم ہوا

اور اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ عمرو بن جَحّاش جب چھت کے اوپر پہنچ گیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی سازش کی بذریعہ وحی خبر ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر اس طرح روانہ ہو گئے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام ہے۔ اور آپؐ تیزی سے واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ آپؐ کے صحابہؓ یہی سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حاجت کے لیے تشریف لے گئے ہیں لیکن جب کچھ دیر ہوگئی تو صحابہؓ کو آپؐ کی فکر ہوئی اور وہ آپؐ کی تلاش میں اٹھے۔ راستے میں ان کو مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ملا۔ صحابہؓ نے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا کہ مَیں نے آپؐ کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ صحابہؓ فوراً مدینہ آپؐ کے پاس پہنچے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو بتایا کہ بنونضیر نے کیا سازش کی تھی۔

(سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۸ء)

دوسری طرف ابھی یہود آپس میں مشورہ ہی کر رہے تھے کہ ایک یہودی مدینہ سے آیا۔ جب

اس نے اپنے ساتھیوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باہم مشاورت کرتے سنا تو اس نے کہا تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیں اور آپؐ کے صحابہ کو گرفتار کر لیں۔ اس نے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو قریب ہی دوسری جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھی نے انہیں کہا کہ مَیں نے تو آپؐ کو دیکھا وہ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے۔ اس پر وہ حیران رہ گئے۔

(سبل الھدٰی والرشاد جلد ۴ صفحہ ۳۱۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۳ء)

ایک اَور سیرت نگار نے اس بارے میں لکھا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپسی میں کچھ دیر ہو گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں رکے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم آ گیا ہے۔ چنانچہ وہ سب وہاں سے چلنے لگے تو یہود کا سردار حُیِیّ بنِ اَخْطَب کہنے لگا کہ ابوالقاسم نے جلدی کی ہے۔ ہم تو کھانے کی تیاری کر رہے تھے اور دیت کے لیے مشاورت کر رہے تھے۔ انہیں کھانا کھلا کر آپ کی ضرورت پوری کرنا چاہتے تھے۔ پھر جب صحابہ کرامؓ مدینہ کی طرف واپس آ رہے تھے تو انہیں ایک آدمی ملا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اس نے بتایا کہ میری ابھی ابھی آپؐ سے ملاقات ہوئی ہے۔ آپؐ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ وہاں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ وہاں سے تشریف لے آئے اور ہمیں معلوم ہی نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا:

هَمَّتِ الْيَهُودُ بِالْغَدْرِ بِیْ، یہود نے میرے ساتھ دھوکے کا ارادہ کیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی کے مطابق جلد تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے اس لیے کچھ نہیں بتایا کہ وہ خطرے کی زَد میں نہیں تھے۔ یہود کا اصل ہدف صرف آپؐ کی ذات تھی۔ اس لیے آپؐ مطمئن تھے کہ میرے صحابہؓ نہ صرف محفوظ و مامون رہیں گے بلکہ وہ میری تلاش میں جلدی نکل آئیں گے۔

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 07 صفحہ 40-41 مکتبہ دار السلام ریاض 1435ھ)

کہتے ہیں اس وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ یَّبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ اَیۡدِیَهُمۡ فَکَفَّ اَیۡدِیَهُمۡ عَنۡکُمۡ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔(المائدۃ:12)(سبل الھدٰی والرشاد جلد ۴ صفحہ۳۱۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۳ء)اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب ایک قوم نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ وہ تمہاری طرف اپنے شر کے ہاتھ لمبے کریں گے مگر اس نے تم سے ان کے ہاتھوں کو روک لیا اور اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ اللہ ہی پر مومن توکل کریں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں لکھا ہے کہ ''انہوں نے''یعنی یہود نے ''بظاہر آپؐ کے تشریف لانے پرخوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپؐ تشریف رکھیں۔ ہم ابھی اپنے حصہ کا روپیہ ادا کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ مع اپنے چند اصحاب کے ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بنو نضیر باہم مشورہ کے لئے ایک طرف ہو گئے اور ظاہر یہ کیا کہ ہم روپے کی فراہمی کا انتظام کر رہے ہیں لیکن بجائے روپے کا انتظام کرنے کے انہوں نے یہ مشورہ کیا کہ یہ ایک بہت ہی اچھا موقعہ ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکان کے سایہ میں دیوار کے ساتھ لگے بیٹھے ہیں کوئی شخص دوسری طرف سے مکان پر چڑھ جاوے اور پھر ایک بڑا پتھر آپؐ کے اوپر گرا کر آپؐ کا کام تمام کر دے'' نعوذ باللہ۔ ''یہود میں سے ایک شخص سَلَّامْ بن مِشْکَمْ نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ ایک غداری کا فعل ہے اور اس عہد کے خلاف ہے جو ہم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کر چکے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور بالآخر عَمرو بن جَحَّاش نامی ایک یہودی ایک بہت بھاری پتھر لے کر مکان کے اوپر چڑھ گیا اور قریب تھا کہ وہ اس پتھر کو اوپر سے لڑھکا دیتا۔ مگر روایت آتی ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہود کے اس بدارادے سے

بذریعہ وحی اطلاع دے دی اور آپؐ جلدی سے وہاں سے اٹھ آئے

اور ایسی جلدی میں اٹھے کہ آپؐ کے اصحاب نے بھی اور یہود نے بھی یہ سمجھا کہ شاید آپؐ کسی حاجت کے خیال سے اٹھ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپؐ کا انتظار کرتے رہے لیکن آپؐ وہاں سے اٹھ کر سیدھے مدینہ میں تشریف لے آئے۔ صحابہ نے تھوڑی دیر آپؐ کا انتظار کیا لیکن جب آپؐ واپس تشریف نہ لائے تو وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھے اور آپؐ کو اِدھر اُدھر تلاش کرتے ہوئے بالآخر خود بھی مدینہ پہنچ گئے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو یہود کی اس خطرناک

سازش کی اطلاع دی۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 523)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد کی تفصیل میں یہودیوں کے رویے کے بارے میں لکھا ہے کہ یہود اپنے کیے پر بہت شرمندہ تھے۔ ایک یہودی کِنَانَہ بن صُوَیْرَاء یا صُورِیَّا نے کہا۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے کیوں اٹھ کر چلے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہمیں تو معلوم نہیں تمہیں کچھ پتہ ہے تو بتادو۔ اس نے کہا تورات کی قسم بلاشبہ مَیں جانتا ہوں کہ محمد کو خبر کر دی گئی ہے جو تم نے اس کے ساتھ دھوکے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تم اب مزید اپنے آپ کو دھوکے میں نہ رکھو۔ اللہ کی قسم! بلاشبہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اٹھے بھی اس لیے ہیں کہ انہیں بذریعہ وحی بتادیا گیا ہے کہ تم دھوکا دہیوں سے کام لینا چاہتے تھے۔ یقیناً وہ آخری نبی ہیں۔ تم چاہتے تھے کہ آخری پیغمبر ہارونؑ کی نسل سے آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں سے چاہا انہیں مبعوث فرمایا۔ بلاشبہ ہماری کتابیں جنہیں ہم تورات میں پڑھتے ہیں وہ تبدیل نہیں ہوئیں۔ ان میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس نبی کی پیدائش مکہ میں ہوگی اور وہ یثرب یعنی مدینہ میں ہجرت کرے گا۔ اس کی جو صفات ہماری کتاب تورات میں بیان کی گئی ہیں صرف اور صرف ان پر صادق آتی ہیں۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں خون خرابے کے سِوا کچھ نہیں ملے گا۔ تم اپنے اموال، جائیدادیں اور بچے روتے بلکتے چھوڑ جاؤ گے۔ اگر تم میری بات مان لو تو تمہارا شرف و وقار باقی رہے گا

میری دو باتیں مان لو ورنہ تیسری بات میں بھلائی نہیں ہے۔

انہوں نے کہا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ

پہلی بات

یہ کہ تم اسلام قبول کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بن جاؤ گے تو تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محفوظ رہے گی اور تم لوگ ان کے اونچے مقام والے ساتھیوں میں سے بن جاؤ گے اور اپنے گھروں سے نکالے نہیں جاؤ گے۔ یہود نے کِنَانَہ بن صُوْرِیَّا کی بات کا یہ جواب دیا کہ ہم تورات اور عہد موسیٰ کو نہیں چھوڑیں گے۔ کِنَانَہ نے کہا

دوسری بات

یہ ہے کہ تم لوگ انتظار کرو۔ عنقریب وہ تمہیں حکم دے گا کہ تم میرے شہر سے نکل جاؤ۔ اس پر تم لوگ کہنا ہاں۔ پھر وہ تمہارے خون اور تمہارے مال اپنے لیے حلال نہیں بنائے گا اور تمہارے مال اور جائیدادیں تمہارے لیے چھوڑ دے گا۔ چاہو تو بیچ دو اور چاہو تو اپنے پاس رکھ لو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ سَلّامُ بن مِشْکَمْ نے کہا تم لوگوں نے جو کہا مَیں مجبور ہو کر تمہارے ساتھ اس میں شریک ہوا۔ وہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب ہمیں پیغام بھیجنے والا ہے کہ تم اس علاقے سے نکل جاؤ۔ اے حُیَی! اس کی بات کے سامنے پس و پیش نہ کرنا۔ اس سردار کو کہا۔ اور خوشی سے جلاوطنی قبول کر لینا اور اس کے شہر سے نکل جانا۔ اس پر حُیَیّ نے کہا کہ مَیں ایسا ہی کروں گا اور اس جگہ سے چلا جاؤں گا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۳۱۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۳ء)
(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 42-43 مکتبہ دار السلام ریاض 1435ھ)

مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سازشوں کے متعلق کیا کارروائی فرمائی؟

اِس بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی جلاوطنی کا حکم فرمایا لیکن انہوں نے فیصلہ ماننے سے انکار کیا۔ گو شروع میں یہی لکھا ہے لیکن بعد میں ان کا ارادہ بدل گیا اور انہوں نے مقابلے کی ٹھانی۔ اس کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت محمد بن مسلمہؓ کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ

بنو نضیر کے یہود کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم ان کے شہر سے نکل جاؤ۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 42-43 مکتبہ دار السلام ریاض 1435ھ)

محمد بن مسلمہؓ بنو نضیر کے پاس پہنچ کر کہنے لگے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف ایک پیغام دے کر بھیجا ہے لیکن وہ سنانے سے پہلے مَیں تمہیں ایک بات یاد دلاتا ہوں جس کا تم سب کو علم ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون سی بات ہے؟ محمد بن مسلمہؓ نے کہا تمہیں تورات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا۔ تمہیں یاد ہو گا کہ قبل از اسلام مَیں ایک روز تورات لے کر آیا اور تمہارے سامنے پیش کی۔ تم نے کہا کھانا کھانا چاہتے ہو تو کھلائیں گے۔ یہودی بنا

چاہتے ہو تمہیں یہودی بنادیں گے۔ مَیں نے کہا تھا کہ اگر کھانا کھلاؤ گے تو کھالوں گا۔ یہودی بننے کے لیے کہو گے تو یہ ناممکن ہے۔ پھر تم نے ایک طشت میں کھانا پیش کیا اور پوچھا کہ تم یہودی مذہب قبول کیوں نہیں کرنا چاہتے؟ کیا تم ابراہیمی دین کے متلاشی ہو؟ کیا ابو عامر راہب دینِ ابراہیمی کا پیروکار نہیں ہے؟ اس دین والا نبی ہمارے پاس آنے والا ہے جس کی یہ نشانیاں ہیں۔ وہ ہنس مکھ ہو گا۔ دشمنانِ حق ملیامیٹ کرنے والا ہو گا۔ اس کی آنکھیں سرخی مائل ہوں گی۔ وہ یمن کی طرف سے آئے گا۔ اونٹ پر سوار ہو گا۔ سر پر عمامہ باندھ رکھا ہو گا۔ سوکھی روٹی کے ٹکڑے پر اکتفا کرنے والا ہو گا۔ اس کی گردن سے تلوار لٹکی ہو گی اور وہ حکمت و دانائی کی باتیں کرے گا۔ یہود نے کہا تم نے سب نشانیاں درست بتائی ہیں۔ ہم نے یہ باتیں تم سے کی تھیں لیکن یہ علامتیں اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہیں۔ اس پر محمد بن مسلمہؓ نے کہا جو بات مَیں تمہیں یاد کرانا چاہتا ہوں وہ یہی تھی۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سن لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ جو معاہدہ تمہارے ساتھ کیا گیا تھا تم نے دھوکا بازی کر کے اسے توڑ دیا ہے۔ عمرو بن جحاش نے چھت پر چڑھ کر پتھر پھینکنے کا سوچا تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبیؐ کو باخبر کر دیا گیا ہے۔ تم نے عہد شکنی کی ہے۔ یہ بات سن کر ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔ محمد بن مسلمہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سناتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اُخْرُجُوا مِنْ بَلَدِيْ فَقَدْ أَجَّلْتُكُمْ عَشْرًا فَمَنْ رُّئِيَ بَعْدَ ذَالِكَ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ یعنی تم میرے شہر سے نکل جاؤ مَیں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی شخص نظر آیا تو مَیں اس کی گردن مار دوں گا۔ یہود نے کہا ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اوس قبیلے کے کسی شخص سے ہم اس طرح کی بات سنیں گے۔ تم تو ہمارے حلیف تھے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ اب دل بدل گئے ہیں۔ اوس اور خزرج کے دلوں میں یہود سے محبت تھی مگر اسلام کے بعد اب وہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سن کر یہود نے جلاوطنی کی تیاری شروع کر دی۔ بنو نضیر کو چند ایام کی مہلت دے دی گئی تو وہ جلاوطن ہونے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ان کی سواریاں ذِیْ جَدْر مقام پر چراگاہ میں موجود تھیں۔ ذِیْ جَدْر قباء کے نواح میں مدینہ سے چھ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک چراگاہ تھی۔ یہ انہیں واپس لانے لگے انہوں نے قبیلہ اَشْجَعْ سے کچھ

اونٹ بطور قرض لینے کا مطالبہ بھی کیا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 179-180بزم اقبال لاہور 2022ء)

(فرہنگِ سیرت صفحہ 85 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

یہود وہاں سے نکلنے کی تیاریوں میں تھے کہ اس دوران رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی بن سلول نے ایک چال چلی اور اس کی اس چال کی وجہ سے ان کے ارادے بدل گئے۔جس کی تفصیل میں تاریخ میں لکھا ہے کہ یہود اپنی تیاری میں مصروف تھے کہ ان کے پاس عبد اللہ بن اُبی کا پیغام آیا۔ سُوَیْد اور دَاعِس یہ پیغام لے کر آئے کہ عبد اللہ بن اُبی کہہ رہا ہے کہ اپنے گھروں سے نہ نکلو۔ اپنے اموال نہ چھوڑو۔ اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو۔ میرے پاس اپنی قوم اور دیگر اہل عرب کے دو ہزار جوان موجود ہیں وہ تمہارے ساتھ تمہارے قلعوں میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کا آخری شخص مر جائے گا لیکن مسلمانوں کو تم تک نہ پہنچنے دیں گے۔ بنو قریظہ بھی تمہاری مدد کریں گے۔ تمہیں رسوا نہیں کریں گے۔ بنو غطفان میں سے تمہارے حلیف بھی تمہاری مدد کریں گے اور اگر تم یہاں سے نکلنے پر مجبور ہو گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہی یہاں سے چلے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس چالبازی اور مکاری کو قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا ہے اور یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِهِمُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَكُمۡ وَلَا نُطِيۡعُ فِيۡكُمۡ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّكُمۡ۔ (الحشر:12)
کیا تُو نے ان کی طرف نظر نہیں دوڑائی جنہوں نے نفاق کیا۔ وہ اہل کتاب میں سے اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا کہتے ہیں کہ اگر تم نکال دیے گئے تو تمہارے ساتھ ہم بھی ضرور نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تمہارے خلاف لڑائی کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7صفحہ 180 بزم اقبال لاہور 2022ء)

(الاکتفاء جلد۲ صفحہ۱۱۰عالم الکتب بیروت)

عبد اللہ بن اُبی نے بنو قریظہ کے کَعۡب بن اَسَد قُرَظی کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد کرے۔ اس نے کہا ہم میں سے ایک شخص بھی یہ معاہدہ توڑنے پر راضی نہیں۔ اس نے انکار کر دیا۔عبد اللہ بن اُبی بنو قریظہ سے مایوس ہو گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو نضیر کے درمیان

معاملات میں شدت پیدا کرنا چاہتا تھا۔ وہ لگاتار حُیَیّ کی طرف پیغام بھیجتا رہا۔ حُیَیّ نے کہا کہ مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف یہ پیغام بھیج رہا ہوں کہ ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلیں گے۔ ہم اپنے اموال نہیں چھوڑیں گے۔ وہ جو چاہیں کرلیں۔ حُیَیّ، عبداللہ بن اُبَی کی باتوں میں آ گیا۔ سَلّامُ بن مِشْکَمْ نے حُیَیّ سے کہا کہ حُیَیّ! تیرے نفس نے تجھے دھوکا دے رکھا ہے۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تیری رائے کو احمق سمجھا جائے گا تو مَیں اپنے اطاعت گزار یہودیوں کے ساتھ تجھے چھوڑ دیتا۔ حُیَیّ اس طرح نہ کر۔ اسے کہا۔

بخدا! تُو بھی جانتا ہے اور تیرے ساتھ ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ان کے اوصاف ہمارے ہاں موجود ہیں۔ اگر ہم ان کی اتباع نہ کریں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان سے حسد کرتے ہیں کیونکہ نبوت بنو ہارون سے نکل چکی ہے۔ آؤ ہم ان کے عطا کردہ امن کو قبول کرلیں۔

ہم ان کے شہر سے نکل جائیں۔ تُو بھی جانتا ہے کہ تُو نے ان کے ساتھ دھوکا کرنے میں میری مخالفت کی ہے۔ جب ہم یہاں سے چلے جائیں گے اور جب پھل پک جائیں گے تو ہم آئیں گے یا ہم میں سے ایک اپنے پھل کے پاس آئے گا اُسے فروخت کر دے گا یا اس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا پھر ہمارے پاس آجائے گا۔ تو گویا کہ ہم اپنے شہر سے نکلے ہی نہیں کیونکہ ہمارے اموال ہمارے ہاتھوں میں ہوں گے۔ ہماری قوم پر ہمارا اشرف ہمارے اموال اور افعال کی وجہ سے ہے۔ جب اموال ہمارے ہاتھوں سے چلے جائیں گے تو پھر ہم ذلت میں دوسرے یہود کی طرح ہو جائیں گے لیکن اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف آئے اور اگر انہوں نے ایک دن بھی ہمارے اس قلعہ کا محاصرہ کرلیا پھر وہ اس پیغام کو قبول نہیں کریں گے جو انہوں نے ابھی بھیجا ہے اور وہ اس کا انکار کر دیں گے۔ حُیِّی بن اَخْطَب نے کہا کہ محمدؐ تب ہی ہمارا محاصرہ کریں گے جب انہیں موقع ملے گا ورنہ وہ واپس چلے جائیں گے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ عبد اللہ بن اُبَی نے بھی میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔

سَلّامُ بن مِشْکَمْ نے کہا عبداللہ بن اُبَی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ تجھے ہلاکت کے گڑھے میں پھینکنا چاہتا ہے یہاں تک کہ تُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرے۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے گا اور تجھے چھوڑ دے گا۔

عبداللہ بن اُبَی نے کعب سے مدد مانگی تھی مگر کعب نے انکار کر دیا تھا۔ کعب نے کہا تھا کہ بنو قریظہ کا ایک شخص بھی اس عہد کو نہیں توڑے گا جبکہ مَیں زندہ ہوں۔ عبداللہ بن اُبَی نے اپنے حلیف بنو قینقاع کے ساتھ بھی اسی طرح کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے بھی جنگ کرنے کی کوشش کی۔ عہد کو پسِ پشت ڈالا۔ خود کو اپنے قلعوں میں محصور کر دیا۔ وہ عبداللہ بن اُبَی کی مدد کا انتظار کرتے رہے جبکہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف گئے اور ان کا محاصرہ کر لیا حتی کہ وہ اُن کا حکم ماننے پر مجبور ہو گئے۔

ابن اُبَی نے تو اپنے حلیفوں کی مدد نہیں کی تھی ہم نے تو اپنی تلواروں کے ساتھ اوس کے ہمراہ اس کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت کی ہے۔ اب تو جنگ کا وہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں اور ان کے درمیان یعنی جنگوں کے درمیان روک ڈال دی گئی ہے۔ ابن اُبَی نہ یہودی ہے نہ مسلمان۔ نہ ہی اپنی قوم کے دین پر ہے۔ ہم اس کی بات کیسے قبول کر لیں۔ حیی نے کہا کہ مَیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہی کرتا رہوں گا اور ان کے ساتھ قتال ہی کرتا رہوں گا۔ سَلَّام نے کہا پھر تو ہم اپنی سرزمین سے جلاوطن ہو جائیں گے۔ ہمارے اموال اور ہمارا شرف ختم ہو جائے گا۔ ہمارے بچے قیدی بن جائیں گے اور ہمارے جنگجو قتل کر دیے جائیں گے۔ مگر حیی نے انکار کر دیا سوائے اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرے گا۔

(سبل الھدٰی والرشاد جلد ۴ صفحہ ۳۲۰ تا ۳۲۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۳ء)

سَارُوْك بن اَبِی حُقَیق جو یہود کی قوم کا ایک بوڑھا شخص تھا اور کم عقل مشہور تھا اس نے بھی کہا کہ اے حیی! تُو منحوس آدمی ہے۔ تُو بنو نضیر کو ہلاک کر دے گا۔ حیی غضبناک ہو گیا۔ اس نے کہا بنو نضیر کا ہر آدمی بات کر رہا ہے حتی کہ یہ پاگل اور بیوقوف آدمی بھی مجھے ملامت کر رہا ہے۔ سَارُوک کو اس کے بھائیوں نے مارا اور حیی سے کہا ہم تمہارے حکم کے تابع ہیں۔ ہم ہرگز تمہاری مخالفت نہیں کریں گے۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 45 مکتبہ دار السلام ریاض 1435ھ)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 181 بزم اقبال لاہور 2022ء)

پھر

حیی نے اپنے بھائی جُدَیّ بن اخطب کو ایلچی بنا کر بھیجا کہ جاؤ مسلمانوں کے قائد کو بتادو کہ ہم یہاں سے

نہیں جائیں گے جو کر سکتے ہو کرلو۔

جُدَیّ نے مدینہ پہنچ کر حیی کا پیغام سنایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی تو بلند آواز میں اللہ اکبر! کہا اور مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حَارَبَتِ الْیَھُوْدُ۔ یعنی یہود نے اعلان جنگ کر دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کی ان کارروائیوں اور اعلانیہ جنگ کے جواب میں بنونضیر پر چڑھائی کرنے کا اعلان کیا تو صحابہؓ اسی وقت تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ یہود کا یہی قاصد جُدَیّ بن اخطب فوراً عبداللہ بن اُبی کے گھر پہنچا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور احوال کے متعلق بتایا۔ یہ گھر میں اپنے دوست احباب سے خوش گپیوں میں مگن تھا۔ اس نے کہا جاؤ مَیں اپنے حلیفوں کو پیغام بھیجتا ہوں وہ تمہارے ساتھ قلعوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اس ایلچی نے دیکھا کہ ابن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ زرہ پہنے اور تلوار تھامے اسلامی لشکر میں شمولیت کے لیے دوڑے جا رہے ہیں۔ اس پر جُدَیّ تعاون سے ناامید ہو گیا۔ یہ فوراً حیی کے پاس آیا اور اسے تمام روئیداد بیان کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری بات سن کر کہا کہ یہود نے اعلانِ جنگ کر دیا ہے۔ پھر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے تیاری کا اعلان کر دیا ہے۔ اسے پھر بھی اعتبار نہ آیا۔ کہنے لگا یہ تو ان کی جنگی چال تھی۔ حیی نے پوچھا کہ عبداللہ بن اُبی نے کیا کہا؟ تو اس نے ابن ابی کے ساتھ بات چیت کے بارے میں بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ مَیں اپنے حلیفوں کو پیغام بھیج دیتا ہوں وہ تمہارے ساتھ قلعوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ جُدَیّ نے کہا بھائی مَیں تو اس کی مدد سے ناامید ہوں۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کا محاصرہ کرنے کے لیے صحابہؓ کو حکم صادر فرمایا۔
(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 181-182 بزم اقبال لاہور 2022ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں لکھا ہے کہ ”قبیلہ اوس کے ایک رئیس محمد بن مسلمہؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم بنونضیر کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ اس معاملہ کے متعلق بات چیت کرو اور ان سے کہو کہ چونکہ وہ اپنی شرارتوں میں بہت بڑھ گئے ہیں اور ان کی غداری انتہاء کو پہنچ گئی ہے اس لئے اب ان کا مدینہ میں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ مدینہ کو چھوڑ کر کہیں اَور جا کر آباد ہو جائیں اور آپؐ نے

ان کے لئے دس دن کی میعاد مقرر فرمائی ہے۔ محمد بن مسلمہ جب ان کے پاس گئے تو وہ سامنے سے بڑے تمرد سے'' بڑے تکبر سے ''پیش آئے اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہہ دو کہ ہم مدینہ سے نکلنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تم نے جو کرنا ہو کر لو۔ جب ان کا یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو آپؐ نے بے ساختہ فرمایا۔ ''اللہ اکبر! یہود تو جنگ کے لئے تیار بیٹھے ہیں اس کے بعد آپؐ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا اور صحابہؓ کی ایک جمعیت کو ساتھ لے کر بنو نضیر کے خلاف میدان میں نکل آئے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 523-524)

ریاست کے ان سرکش باغیوں کی سرکوبی کے لیے جو سربراہِ ریاست کو قتل کرنے کے بھیانک منصوبے بھی کر چکے تھے۔ کیونکہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سربراہِ ریاست تھے اور اب بجائے ندامت کے وہ ہتھیار بند ہو کر اعلان جنگ کر چکے تھے تو مدینہ کو ایک بڑی خونریزی سے بچانے اور مدینہ کے دفاع کے لیے ان باغیوں کا سدباب کرنا ضروری ہو چکا تھا۔ لہٰذا جب تمام مسلمان جمع ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نکلے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت ابن ام مکتومؓ کو اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ حضرت سعد بن عُبادہؓ کو خیمہ دیا کہ اسے بنو نضیر کے قلعوں کے سامنے نصب کیا جائے۔ یہ خاص لکڑی کا تھا، بعض نے اسے چمڑے کا بتایا ہے۔ جنگی پرچم حضرت علی بن ابو طالبؓ نے اٹھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکرِ اسلام کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ شام کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کی بستی میں پہنچ کر پڑاؤ کیا اور وہاں کھلے میدان میں عصر کی نماز ادا فرمائی۔ ادھر یہود اپنی حویلیوں میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور قلعوں کے اوپر کھڑے ہو کر تیر اور پتھر برسانے لگے۔ جب عشاء کا وقت ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد دس صحابہؓ کے ساتھ واپس اپنے گھر مدینہ تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے تھے اور گھوڑے پر سوار تھے۔ آپؐ نے لشکر کا امیر حضرت علیؓ کو بنایا اور ایک قول ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ بہرحال مسلمانوں نے رات اس حالت میں گزاری کہ وہ یہود کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور بار بار تکبیر کے نعرے بلند کرتے رہے یہاں تک کہ صبح کا اجالا ہونے لگا تو حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان دی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دس صحابہؓ کے ساتھ واپس

لشکر گاہ میں تشریف لے آئے جو آپؑ کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ یہود میں سے ایک شخص کا نام عَزْوَکْ تھا۔بعض جگہ اس کا نام غَزُول بیان ہوا ہے۔ یہ شخص بڑا ماہر تیر انداز تھا اور اس کا پھینکا ہوا تیر بہت دُور تک جاتا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا نشانہ لے کر تیر مارا۔ وہ تیر خیمے پر آ لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے کو وہاں سے ہٹا کر تیر اندازوں سے دُور اسے نصب کرنے کا حکم دیا۔

(سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ۲۰۰۸ء)

(کتاب المغازی جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

پھر رات ہوگئی۔ نہ عبداللہ بن اُبَی بنو نضیر کے پاس آیا اور نہ ہی اس کا کوئی حلیف ان کے پاس آیا اور وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ بنو نضیر اس کی مدد سے مایوس ہو چکے تھے۔ سَلَّامْ بن مِشْکَمْ اور کِنَانَہ بن صُوَیْرَاء حیی سے کہنے لگے کہ ابن ابی کی وہ مدد کہاں گئی جو تُو گمان کرتا تھا۔ حیی نے کہا اب مَیں کیا کروں۔ یہ ہلاکت ہے جو ہمارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے۔

(سبل الهدٰی والرشاد جلد ۴ صفحہ ۳۲۲ دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۹۹۳ء)

اسی دوران ایک رات عشاء کے قریب حضرت علیؓ لشکر میں سے غائب پائے گئے تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علیؓ کہیں نظر نہیں آ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی فکر نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے ہی ایک کام سے گئے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت علیؓ اس شخص کا سر کاٹ کر لے آئے جس کا نام عَزْوَکْ تھا اور جس کا تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے تک پہنچا تھا۔ حضرت علیؓ اسی وقت اس کی گھات میں بیٹھ گئے تھے جب وہ مسلمانوں کے کسی بڑے سردار کو مارنے کے لیے چلا تھا۔ اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔ حضرت علیؓ نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے وہ سب فرار ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے ساتھ دس آدمیوں کی ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں حضرت ابو دُجَانہؓ اور حضرت سَہْل بن حُنَیفؓ بھی تھے۔ ان لوگوں نے اس جماعت کو جا پکڑا جو عَزْوَک کے ساتھ تھے اور حضرت علیؓ کو دیکھ کر بھاگ گئی تھی۔ صحابہؓ کی جماعت نے ان سب کو قتل کر دیا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس جماعت میں دس آدمی تھے۔ صحابہؓ ان کو قتل کر کے ان کے سر لے کر آئے جنہیں بعد

میں مختلف کنوؤں میں ڈال دیا گیا۔

(سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۸ء)

ایک قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سروں کو بنو خَطْمَہ کے کنوؤں میں پھینکنے کا حکم دیا تھا۔

(کتاب المغازی جلد ۱ صفحہ ۳۱۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

باقی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

…………………………………………………………………

[خطبہ ثانیہ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے کسی نے بتایا کہ صفوں میں جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو کندھے سے کندھا نہیں ملا یا ہوتا۔ اب وہ دَور گزر گیا جو کووِڈ (Covid) کا تھا۔ صف بناتے ہوئے کندھے سے کندھا ملا کے کھڑا ہونا چاہیے۔]

☆…☆…☆